اسلوب اور اس کے تشکیلی عناصر

ڈاکٹر صباحت مشتاق*

Abstract:

As a term "style" or litrary is not too old in criticisim. This term or a manners of writing is a mode of expression and Thought that how an auther or a writer explains Thought, in particular way."Style". Involves the selection, organization and treatment of the features of Language for expressive effects and Includes all use of sound patterns, words, Imeges and figurs of speach. So it is a combination of Thought, Treatment of language and techniques.

ادبی اُسلوب کی اصطلاح تنقید میں زیادہ پرانی نہیں۔ بیسویں صدی کی چھٹی دہائی سے اس کا استعمال فن پارے میں موضوعی اور تاثراتی انداز کی بجائے معروضی اور لسانی بنیادوں پر کیا جانے لگا۔

۲۰ ویں صدی کے وسط میں ساختیات، پس ساختیات جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے حوالے سے

* استاد شعبہ اُردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ادب میں نئے نئے فلسفیانہ مباحث اور نظریات تشکیل پائے اس طرح تاریخی اعتبار سے تو اسلوبیات کا تصور نیا ہے۔ لیکن اسکے باوجود طرز تحریر، زبان و بیان، لہجہ کی طرح ادبی اصطلاحیں اسلوب ہی کے تناظر میں استعمال ہوتی رہی ہیں اور اسلوب کی بحث میں شامل رہیں کیوں کہ ادب کی پہچان اسلوب کے بغیر مکمل نہیں ہوتی رہی ہیں۔ مغربی ادبی تنقید میں اسلوب کا تصور اس تصور سے مختلف رہا جو علم بدیع و بیان کے تحت مشرقی ادبی روایت کا حصہ تھا۔

> لفظ ''اسلوب'' انگریزی کے ''اسٹائل'' کے مترادف ہے جب کہ یونانی میں اسٹائیلاز (Stylos) اور لاطینی میں اسٹائیلس (Stylus) اسلوب کا ہم معنی ہے۔(۱)

Encyclopedia Britanica کے مطابق "Style" کا مادہ یونانی لفظ "stylus" نہیں بلکہ "Stilus" ہے۔ جس کے معنی دھات یا لکڑی کا بنا ہوا نوک دار آلہ ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ قدیم یونان میں موم کی لوحوں پر الفاظ کندہ کیے جاتے تھے(۲)

اسلوب ایسے منفرد طرز بیان کا نام ہے جس میں الفاظ، ان کا صوتی آہنگ، محاورات و اشارات اور جملوں کی ساخت اور زبان کے خدوخال بیان کو پرتاثیر بناتے ہیں۔

Dictionary of Literary terms and Literay Theory کے مطابق:۔

> "Style" The characteristic manner of expression in prose or verse, how a particular writer says things. The analaysis and assessment of style Involves examination of a writer's choice of words, his figures of speech, The devices (rhetorical and otherwise), The Shape of his sentences (whether they be loose or periodic), The Shape of his paragraphs. Indeed, of every conceivable aspect of his Language and The way in which he uses it. Style defies complete analysis or definition.............. because it is the tone and 'voice' of the writer himself, as peculiar to him as his laugh, his walk, his handwriting and the expression an his face, the style, Buffoon put it, is the man"(3)

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کے مطابق:

''اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ، ادائے مطلب یا خیالات و جذبات

کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت (انفرادی خصوصیات) سے وجود میں آتا ہے چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتاد طبع، فلسفہ حیات اور طرز فکر و احساس جیسے عوامل شامل ہوتے ہیں اسلئے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اسکی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے"۔(۴)

اسلوب کے بارے دو مکتبہ ہائے خیال کی آراء کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کچھ لوگوں کے نزدیک نثر کے اجزاء کو خوبصورتی اور حسن کاری سے برتنا اسلوب ہے جبکہ کچھ کے نزدیک کسی مصنف کی طرز تحریر کی جو عام روش اور عام نہج ہوتی ہے اسی روش کی نشاندہی کر کے بتایا جاتا ہے کہ مصنف نے آسان عام فہم اور سادہ سلیس انداز اختیار کیا، گنجلک پیچیدہ انداز رنگین طرز ادبی، مرصع و مقفی اسلوب ہے۔ اس طرح کی تحریر کی ظاہری سطح کو واضح کیا جاتا ہے اور موضوع کو بعض اوقات نظر انداز کر دیتے ہیں جبکہ انتخاب الفاظ، فقرہ شناسی کے ساتھ ساتھ کسی تحریر میں پوشیدہ مصنف کا مدعا بھی اہم ہے۔ اس لئے دوسرے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے اسلوب و شخصیت کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلوب شخصیت کا عکاس اور ترجمان ہے جس طرح انسانی شخصیت پیچیدہ، مرکب اور تہہ دار ہے اسی طرح ادب پارہ بھی اپنے انداز معنی کی مختلف جہتیں لئے ہوئے ہوتا ہے۔ ادیب کی بیانیہ صلاحیت اس کے اسلوب تحریر سے ظاہر ہوتی ہے۔

گوپی چند نارنگ کے نزدیک:

"شاعر یا مصنف قدم قدم پر پیرایۂ بیان کی آزادی کا استعمال کرتا ہے۔ پیرایۂ بیان کی آزادی کا استعمال شعوری بھی کرتا ہے۔ غیر شعوری بھی اس میں ذوق، مزاج ذاتی پسند و ناپسند، صنف یا ہیئت کے تقاضوں نیز قاری کی نوعیت کے تصور کو بھی دخل ہو سکتا ہے۔ یعنی تخلیقی اظہار کے ممکنہ امکانات جو وجود میں آ چکے ہیں اور جو وقوع پذیر ہو سکتے ہیں اُن میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا (جن کا اختیار مصنف کرے) دراصل اُسلوب ہے۔"(۵)

اسلوب موضوع اور ہیئت کے درمیان کہیں ہوتا ہے۔ ادب میں موضوعات چونکہ زندگی سے لیے جاتے ہیں اس لیے اُسلوب بھی شخصی یا انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متاثر ہوتا ہے۔ اسلوب محض موضوع کی زینت یا زیبائش کا یا آرائش کا نام نہیں بلکہ ایک وسیلہ ہے جو موضوع یا مضمون کو فن میں تبدیل کرتا ہے۔ عابد علی عابد اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"اُسلوب دراصل فکر و معانی اور ہیئت وصوت یا مافیہ و پیکر کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔"(۶)

اسلوب کو ہم روایت سے اخذ کرتے ہیں۔ روایت بنیادی طور پر طبع سلیم سے متعلق ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایسی

خوشگوار بات ہے جو متوازن، معتدل اور فہم عام کے قریب ہے۔لیکن اگر وہ متوازن نہ ہو، معتدل نہ ہو، ادراک اور ابلاغ کے اعتبار سے فہم عام کے قریب نہ ہو تو وہ روایت نہیں بنتی۔ روایت کبھی بھی دو افراد مل کر نہیں بناتے، ہمیشہ پورا معاشرہ اور اسکے اجتماعی رویے روایت کو جنم دیتے ہیں اور یہ ہر دور میں حرکت پذیر ہوتی ہے۔کسی کو صاحب اسلوب قرار دینا روایت کی طرف ہمارے رجوع کا پہلا قدم ہے۔صاحب اسلوب ہستی کی تخلیق ہمیں خاص انداز سے متاثر کرتی ہے۔کیونکہ اسکی تخلیق کی صفات روایت کے برعکس ہوں گی۔اور روایت جس حوالے کے تحت کام کرتی ہے وہ اس سے انحراف کرتا ہے۔

بے شک روایت وہ سطح ہے جس پر اسلوب قیام کرتا ہے۔وہ مقبول ہوتی ہے مگر ایک تجسس اَن دیکھی دنیا اور اسکی خوبصورتی سے وہ محروم ہوتی ہے۔اسکے دامن میں کوئی انوکھا پن نہیں ہوتا اور جب کوئی اپنی تخلیق میں جدت،انوکھا پن لاتا ہے تو وہ نیا اسلوب بن جاتا ہے اور وہ صاحب اسلوب قرار پاتا ہے گویا اسلوب ''ادائے کج کلاہی'' ہے۔صاحب اسلوب بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے لفظوں کو ضرورت کے مطابق استعمال کرتا ہے اور یہی عمل اس کا ابلاغ کہلاتا ہے۔

اسلوب کی سب سے پہلی خوبی یہ ہے کہ یہ شخصی ہوتا ہے جب کہ روایت اجتماعی اور عوامی ہوتی ہے۔وہ اپنے خاص قوانین،صرف ونحو اور صابطہ کے مطابق چلتی ہے۔جب تک کوئی شخص ان قوانین میں تبدیلی نہیں لاتا، انہیں توڑتا نہیں وہ نیا اسلوب پیدا نہیں کرسکتا اس لئے صاحب اسلوب کو کسی حد تک روایت سے منحرف ہونا پڑتا ہے بل کہ اس میں تواتر بھی ضروری ہے۔ایک صاحب طرز شخص کی اپنے طریقہ کار پر گرفت مضبوط ہوتی ہے۔وہ اشیاء اور مظاہر کو بنانے کے ضمن میں طے شدہ قوانین میں تبدیلی لاسکتا ہے،قانون سازی کرسکتا ہے اور نئے قوانین کے مطابق نیا اسلوب وجود میں لاتا ہے۔اور اتنے ربط اور تسلسل کے ساتھ لاتا ہے کہ وہ اسکا اسلوب بن جاتا ہے جو اس کی شخصیت پرتو ہوتا ہے۔گویا اسلوب کو انکشاف ذات اور اظہار ذات کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جب کہ تنقید میں اسلوب سے مراد لکھنے کا وہ رویہ یا انداز ہے جس سے لکھنے والے کی شخصیت اور اس کے عہد کے مزاج کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے(۷)

ایک فنکار کو تشکیل کرتے ہوئے مواد کو توڑنے، مروڑنے اور کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش آتی ہے اور ان تمام مرحلوں سے گذرنے کے بعد وہ جب اسے مشکل کرتا ہے تو اس کی پوری شخصیت اس میں تحلیل ہو چکی ہوتی ہے اور وہ اس کی تخلیق میں اتنی واضح ہوتی ہے کہ اس کی شناخت بن جاتی ہے۔کسی تخلیق یا کسی صاحب اسلوب کے اسلوب کا جائزہ لینے کیلئے اس کی شخصیت کے اندرونی اور بیرونی دونوں پہلوؤں کو دیکھنے کی ضرورت

ہوتی ہے کیوں کہ اس کے جذبات جبلی تقاضے، اس کی جمالی کیفیات، زندگی کے تجربات، اس کا پس منظران سب کا جائزہ ضروری ہے

بعض اقات ایک ہی شخص بیک وقت مختلف اسالیب کا حامل بھی ہوسکتا ہے یعنی محاکاتی، بیانیہ، تشریحی یا جذباتی وہ اپنے بیان کی آزادی کا استعمال شعور یا ورغیر شعوری دونوں سطحوں پر کرتا ہے۔اس میں اس کا ذوق، ذاتی پسند، ناپسند، صنف یا ہیئت کے تقاضے اور قاری کا تصورسب سے اہم ہیں اور دراصل یہی اسلوب ہے۔اسلوب موضوع اور ہیئت دونوں کے ساتھ تشکیل پاتا ہے۔ یہ محض موضوع کی آرائش وزیبائش کا نام نہیں بلکہ وہ وسیلہ ہے جو موضوع یا مضمون کوفن میں تبدیل کرتا ہے۔اسلوب پر ہم کوئی دوٹوک یا طے شدہ بات نہیں کر سکتے اس کی آسان وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ یہ ایک انداز اور پیرایہ ہے جو منفرد ہوتا ہے جو فکر اور معانی کے امتزاج سے جنم لیتا ہے۔

اسلوب کو فکر سے علیحدہ کر کے سمجھنا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ بذات خود فکر کا کوئی اسلوب نہیں ہوتا۔منتخب الفاظ اور ان کا مناسب استعمال ہی اسلوب کو متشکل کرتا ہے یا الفاظ کے استعمال اوران کی ترتیب خیال کو بامعنی بناتا ہے۔ اب ان تمام باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ایک سوال ذہین میں سر اٹھاتا ہے۔کہ اسلوب بذات خود کیا ہے ؟اس کا اپنا کوئی وجود ہے؟ وہ زمانہ ہے، شے ہے، یا کچھ اور ہے۔

اسلوب بذات خود کوئی چیز نہیں بلکہ ہیئت اسلوب کی نمائیندگی کرتی ہے اسلوب تک پہنچنے کیلئے ہیئت کا تعین ضروری ہے۔اسلوب ہی کی بنیاد پر ایک زمانے کو دوسرے زمانے سے اور ایک شے کو دوسری شے سے اور ایک تخلیق کو درسری تخلیق سے الگ کیا جا سکتا ہے۔اسلوب کا تعلق ہیئت سے بھی ہے۔ ہیئت نہ ہو تو ہم اسلوب تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہیئت اُسلوب کی نمائندگی کرتی ہے۔اسلوب بذات خود کوئی چیز نہیں۔مولوی عبدالحق ہیئت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

> ''صورت، شکل، ترتیب، اجزاء واعضاء ظاہری صورت پیکر، صفات خارجی، شکل یا جانور جیسا کہ وہ نظر آتا ہے وہ ہیئت قسم ، نوع جس میں کوئی سے موجود ہو یا اپنے کو ظاہر کرے۔''(۸)

جہاں تک روایت کا تعلق ہے تو ہر زبان میں ہیئت کی اپنی اپنی روائتیں ہیں۔اردو فارسی میں ان کی نوعیت انگریزی سے مختلف ہے مثلاً شعری اصناف اور نثری اصناف کی تخصیص ہیئت اور موضوع کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ہمیں شاعری میں قصیدہ ،مثنوی ، مرثیہ اور غزل اور نثر میں داستان ، ناول ، ڈرامہ اور افسانہ، انشائیہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو

موضوع اور ہیئت کی بناء یہ ان میں تخصیص کرنا آسان ہے۔ ہیئت کی بھی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی۔ اس میں شعوری اور غیر شعوری طور پر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ اس کا تعین قدامت سے کیا جائے۔ ہر زمانہ اور مواد اپنے لیے خود ہیت تشکیل دیتا ہے۔ ادب کی وہ اصناف جو آج متروک ہو چکی ہیں ان میں داستان، قصیدہ وغیرہ ہیں جو آج کے دور سے مناسبت نہیں رکھتیں۔ بعد میں جب ناول آیا تو وقتی تقاضوں اور مواد کے حساب سے ایک نئی ہیت نے جنم لیا۔ جہاں تک اسلوب میں تیکنیک کا سوال ہے تو تکنیک ہی ہے۔ جو اسلوب میں تنوع کا تعین کرتی ہے۔ یہ مواد اور ہیئت سے علیحدہ ایک چیز ہے۔ فنکار مواد کو اسلوب سے ہم آہنگ کر کے ایک مخصوص طریقے سے اس متشکل کرتا ہے دراصل یہی تکنیک ہے۔

یہ بات بھی طے ہے کہ ہر واقعہ یا موضوع ایک مخصوص تکنیک لاتا ہے اگر چہ وہ ابتدا میں قدرے دھندلی اور موہوم محسوس ہوتی ہے مگر فنکار اپنی ماہرانہ صلاحیتوں سے اس کے خدوخال کو نکھارتا ہے۔ بقول احسن فاروقی:

> ''فن کیلئے تکنیک ضروری ہے لیکن اگر وہ فن میں چھپ نہ سکے تو فن بناوٹی ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مقصد سے ہٹ جاتا ہے''۔(۹)

تیکنیک کے استعمال کیلئے تخلیق کار اپنی تمام صلاحتیں بروکار لاتا ہے تا کہ وہ اپنے جذبات، احساسات اور تجربات کو موثر طریقے سے دوسروں تک پہنچا سکے چناں چہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تیکنیک میں مختلف تجربات اسلوب میں تنوع کا باعث بنتے ہیں بے شک ہر لکھنے والا ایک ہی تیکنیک استعمال کرے مگر اپنے ذاتی تجربے، مشاہدے اور افتادِ طبع کے باعث وہ اپنے اسلوب میں دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے۔

اسلوب میں زبان و بیان، اسکے اظہار اور انتخاب کی خاص اہمیت ہے یہ انتخاب لکھنے والے کے لسانی عمل کا حصہّ ہوتا ہے۔ جو اسے اسلوبیاتی شناخت فراہم کرتا ہے گو کہ اس انتخاب میں اس کی شخصیت، موضوعات اور ماحول کے بہت سے عناصر بھی حاوی ہوتے ہیں اسلوب کو صرف ذریعہ اظہار سمجھنا درست نہیں بلکہ یہ لکھنے والے کی سوچ کا آیئنہ دار ہوتا ہے۔ اور سوچ کا انداز اسے اس کا عہد عطا کرتا ہے۔ جب کہ شخصیات کا تضاد ان کی جداگانا حیثیت ایک ہی عہد میں اسلوب کو یک رنگی سے بچاتی ہے۔ کیونکہ لکھنے والے کے اختیار کردہ پیرائیہ بیان کے پیچھے بہت سے شعوری اور غیر شعوری عوامل کام کر رہے ہوتے ہیں جس میں شخصیت، عہد۔ زبان، اس کا علاقہ یا خطہ اس علاقے کا رہن سہن، رسم و رواج، انسانی رویےّ اور زبان کی وہ روایت جو اسے ورثے میں ملی اس کے اسلوب کو اس عہد کے دوسرے لکھنے والوں سے علیٰحدہ کرتی ہے۔

اسلوب لکھنے والے کے ذہنی کیفیات اور جذبات کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ لکھنے والے کا کمال ہوتا ہے کہ وہ

تمام کیفیات، جذبات و احساسات کو بڑی کاری گری سے مجسم کرتا ہے۔ دراصل یہی کاری گری اس کی تخلیق کو تاثر سے بھرپور بناتی ہے۔ اسلوب میں زور اس وقت پیدا ہوتا ہے جب متعلقہ کیف مشاہدے اور تجربے کی تیز آنچ میں پگھل کر سامنے آئیں اور موضوع کا جزو بن جائیں (۱۰)

اس تمام بحث سے کسی حد تک یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلوب ادبی روایت میں مصنف کی انفرادی خصوصیات اور بیان کے طریقہ کار سے تشکیل پاتا ہے۔

ہر عہد اپنے ساتھ تبدیلیاں لاتا ہے اور اصناف ادب بھی ان تبدیلیوں کا شکار ہوتی ہیں۔ فن پارے اب سائنٹیفک بنیادوں پر پرکھے جاتے ہیں اور اسلوبیات کے حوالے سے بھی مختلف مباحث منظر عام پر آتے رہتے ہیں جس سے نہ صرف نئے سوالات جنم لیتے ہیں بلکہ

نئے امکانات بھی وجود پاتے ہیں جن میں حقیقت تک پہنچنے کی خواہش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱- طارق سعید''اسلوب اور اسلوبیات''،لاہور، نگارشات ۱۹۹۹ء، ص۲۳

۲- Encyclopeadia Britanica,Published:U.S.A ,1973.P332

۳- Dictionary of Literay terms, Penguin Book,1992,P992

۴- ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، (مرتبہ) ''کشاف تنقیدی اصطلاحات''، اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ص۱۳

۵- گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاوس دہلی ۱۹۸۹ء ص ۱۵

۶- عابد، عابد علی، سید، اسلوب لاہور، مجلس ترقی ادب ۱۹۷۱ء ص ۳۶

۷- رشید امجد، ڈاکٹر، ''رویے اور شناختیں''، لاہور، مقبول اکیڈمی ۱۹۸۸ء، ص۲۹

۸- Standard English urdu Dictionary,Baba -e-urdu Abdul Haq

۹- محمد احسن فاروقی، ''فکشن اور تکنیک''، مشمولہ کراچی سیپ، سن ندارد، شمارہ ۲۹، ص۱۹۳

۱۰- اعجاز علی ارشد، ''اسلوب و معنی''، دہلی، مکتبۂ جامعہ، ۱۹۸۹ء، ص۷۳-۷۲

❀......❀......❀